محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

قرآن وسنت کا ترجمان تبلیغی واصلاحی

شمارہ نمبر 14

ماہنامہ مجلہ

حاصل پور

المحمدیہ

شعبان 1436ھ

جون 2015ء

نگران اعلیٰ: حافظ رضاء اللہ رؤف

ایڈیٹر: محمد عظیم حاصلپوری

بیاد

حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ

مولانا عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ

حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ

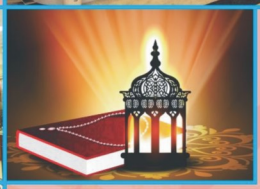

- زم زم کی کہانی
- سفید بال مسلم کا نور ہیں
- ۲۰ جون ۱۹۱۰ء فادرز ڈے
- حصولِ علم اور مسائل میں استدلال کا منہج
- رحلت حضرت مولانا محمد ادریس ضیاء رحمہ اللہ

ناشر

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور

0301-6131916 - 0313-2501221

سلسلہ بزرگوں کی یاد میں ⑤ **حضرت مولانا محمد ادریس ضیاء رحمہ اللہ**

19 مئی بروز منگل 2015ء کی صبح نو بج کر چند منٹ ہو چکے تھے' وہاڑی سے ہمارے فاضل دوست، بھائی زاہد ارشاد صاحب کی کال رسیو ہوئی کہ وہاڑی کی ہر دلعزیز شخصیت حضرت مولانا محمد ادریس ضیاء صاحب رات دل کے اٹیک کی وجہ سے ملتان نشتر ہسپتال منتقل کر دیئے گئے تھے اور ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ آپ اس دار فانی کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ چکے ہیں' زاہد بھائی کی غم میں ڈوبی ہوئی دھیمی آواز نے مجھ پر اک سکتہ طاری کر دیا 'اک لمحے بعد زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ ، وَالْقَلْبُ يَحْزَن

وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا

وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِدْرِيْس ! لَمَحْزُوْنُوْن

نماز جنازہ کا اعلان شام 6 بجے ہوا' حاصل پور سے تاج صاحب' سعید بھائی' قاری عبید اللہ صاحب اور احمد حسن بھائی کی رفاقت میں وہاڑی پہنچے' مرکزی جنازہ گاہ موصوف کے محبان کی وجہ سے تنگی داماں کا شکوہ کرتے نظر آ رہی تھی۔ نماز جنازہ کی ادائیگی سے پہلے موصوف کے فضائل و مناقب پر چند احباب نے بات کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ نماز جنازہ کے ادائیگی کے لیے' دور دراز سے شیوخ تشریف لائے ہوئے تھے مثلاً وزیر آباد سے شیخ عبدالستار حامد صاحب اور ان کے رفقاء' عبدالرحمٰن لدھیانوی صاحب' ملتان سے شیخ عبدالحی عابد صاحب' مولانا رفیق صاحب' لاہور سے میاں جمیل صاحب' اور تمام مقامی علماء کرام اور احباب جماعت موجود تھے' اگرچہ نماز جنازہ میں بڑے بڑے علماء موجود تھے مگر سب کا اصرار یہ تھا آپ کا نماز جنازہ آپ کے فرزند امجد صاحبزادہ حبیب الرحمٰن ضیاء ہی پڑھیں سو نماز جنازہ کی امامت کے فرائض آپ کے بیٹے نے رقت آمیز لہجے میں پڑھائی' ہر آنکھ اشکبار تھی اور موصوف کے لیے خلوص دل سے دعائیں کرتے ہوئے انہیں رخصت کر رہے تھے۔ جنازے کی ادائیگی کے بعد آخری دیدار کے لیے لوگوں کا ہجوم اور عقیدت مندوں کی دھکم پیل دیکھی نہ جاتی تھی' پھر جلد ہی آپ کو پاس کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللھم اغفر لہ

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے.....سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

[موصوف کے مکمل حالات زندگی آئندہ شمارہ میں پیش کئے جائیں گے]

قرآن وسنت کا ترجمان تبلیغی واصلاحی ماہنامہ مجلہ

المحمدیہ

حاصل پور

جلد نمبر 1

چیف ایگزیکٹو	شمارہ نمبر 14	چیف ایڈیٹر
میاں شعیب انجم	شعبان 1436ھ جون 2015ء	مجیب الرحمن سیاف

سب ایڈیٹر	لیگل ایڈوائزر	معاون ایڈیٹر
عبدالشکور فائق	توقیر احمد گل (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)	زاہد محمود نیازانی، قاری عثمان فاروقی

مجلس ادارت

الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ (میاں چنوں)
مولانا عبداللہ چشتی حفظہ اللہ (بہاولنگر)
مولانا عبدالقدوس (چشتیاں)
مولانا عبدالحی عابد حفظہ اللہ (ملتان)
حافظ ادریس ضیاء حفظہ اللہ (وھاڑی)
مولانا غلام اللہ حفظہ اللہ (میلسی)
مولانا محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ (ملتان)
مولانا اقدس الٰہی حفظہ اللہ (لاہور)
مولانا زبیر گورداسپوری حفظہ اللہ (بورے والا)
مولانا اسماعیل عتیق حفظہ اللہ (وہاڑی)

مجلس مشاورت

حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا محمد مالک بھنڈر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا رحمت اللہ شاکر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا حافظ عمران عریف حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
پروفیسر حافظ سعید کلیروی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
مولانا ریاض الرحمن حفظہ اللہ (فورٹ عباس)
مولانا زاہد ارشاد حفظہ اللہ (وہاڑی)
مولانا ابوبکر طارق حفظہ اللہ (گاگو منڈی)

خط وکتابت

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر
جالندھر کالونی وہاڑی روڈ
حاصل پور ضلع بہاولپور 0301-6131916

زرتعاون

ماہانہ
20.....روپے
سالانہ
240.....روپے

رابطہ برائے پرنٹ میڈیا

ای میل فیس بک:
Hasalpuri@gmail.com
Muhammadia.irc@gmail.com
مجلہ کو انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لیے:
Www.Muhammadia-irc.blogspot.com

سرکولیشن مینجر

زیب الرحمن حاصلپوری
0313-2501221
062-2442916

نوٹ:
مجلہ المحمدیہ اپنے نام مستقل جاری کروانے کے لیے سرکولیشن مینجر کے نمبر پر کال کیجیے۔

خصوصی نمائندہ حاصل پور

محمد عمران حاصل پوری
0321-7592205
0306-8917086

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

آئینہ مضامین

درس قرآن	ہر دم رب کی تعریف کیجئے	مجیب الرحمٰن سیاف	3
درس حدیث	سفید بال مسلم کا نور ہیں	ابوعبدالرحمٰن حاصل پوری	5
فقہ وفتاویٰ	اَحکام مسائل	الشیخ عبداللطیف	10
حقوق والدین	۲۰ جون ۱۹۱۰ء فادرز ڈے	محمد عظیم حاصل پوری	13
اصول حصول علم	حصولِ علم اور مسائل میں استدلال کا منہج	محمد سعید	23
تذکرہ حرمین شریفین	زم زم کی کہانی	محمد عظیم حاصل پوری	27
تراشے	ماں کی دعا لیا کر	میاں شہباز شاکر	32

فہرست نمائندگان

لاہور: مکتبہ اسلامیہ 042-37244973 — گوجرانوالہ: رانا نثار احمد 0302-8649227 — گوجرانوالہ: مرزا حافظ عاصم 0333-8124752 — گوجرانوالہ: محمد یحییٰ طاہر 0321-7202700

صادق آباد: قاری نعیم صدیقی 03016550502 — رینالہ خورد: محمد اشرف ڈوگر 0345-4100060 — وزیر آباد: اسامہ اشرف 03066284139 — ملتان: محمد رفیق طاہر 0321-7302283

فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 0412631204 — چیچہ وطنی: ماسٹر محمد شاہد 0333-7477737 — میلسی: مولانا یونس تبسم 0302-7724417 — وھاڑی: عبداللہ عزیزی 0302-4962353

بہاول نگر: محمد ادریس انصاری 03016570300 — ہارون آباد: محمد عمران شاکر 0301-4913321 — فورٹ عباس: ریاض الرحمٰن کھچی والا: ابواسامہ ضیاء الرحمٰن 03007435242 0302-4400210

چشتیاں: قاری عثمان فاروقی مظفر آباد: میاں ضیاء الرحمٰن 03007851291 میلسی: مولانا ضیاء الرحمٰن 03369752963 0302-6256749

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس قرآن

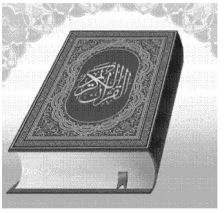

ہر دم رب دی تعریف کیجئے

مجیب الرحمٰن سیاف

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ))

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے''

سورۃ الفاتحہ (۱/ ۲)

((اَلْحَمْد)) پر الف لام استغراقی ہے جس کا معنی ہے تمام تر تعریفات اللہ پروردگارِ عالم کے لیے ہیں۔

حمد: کسی ذات کے اختیاری وصف پر اس کی تعریف کرنا، خواہ یہ نعمت کے بدلے میں ہو یا نعمت کے بدلے میں نہ ہو۔

مدح: ۔افعال حسنہ پر تعریف کرنا خواہ وہ اختیاریہ ہوں یا غیر اختیاریہ۔

شکر: ۔شکر نعمت کے مقابلے میں کیا جاتا ہے۔خواہ شکر قولا ہو عملا ہو یا اعتقادا ہو۔

اَفَادَتْكُمُ النَّعْمَآءُ مِنِّیْ ثَلَاثَةٌ

لِسَانِیْ وَيَدِیْ وَالضَّمِيْرُ الْمُحَجَّبَا

''تمہارے احسان کے بدلے میری تینوں چیزیں، تیری تعریف میں لگ گئی ہیں، میری زبان، میرے ہاتھ اور میرا دل'' تفسیر بیضاوی (ص/ ۳۰)

کلمہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) سے قرآن مجید کی پانچ سورتوں کا آغاز ہو رہا ہے۔

۱۔سورہ فاتحہ ۲۔سورہ انعام ۳۔سورہ کہف ۴۔سورہ سبا ۵۔سورہ فاطر

ساری کائنات کے مالک وخالق اور رازق کی انسان پر ان گنت نعمتیں ہیں جن کا تقاضا ہے کہ اس رب

العالمین کی ہر دم حمد وثناء بیان کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾

''اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا پھر اُس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن اُن میں اکثر نہیں سمجھتے'' العنکبوت (٦٣)

روز قیامت اللہ کی حمد بیان کرنے والے جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''جنت کی طرف سب سے پہلے وہ لوگ بلائے جائیں گے جو تنگی اور آسانی میں اللہ کی حمد یعنی اللہ کا شکریہ ادا کرتے تھے'' مستدرك حاكم، (١/ ٥٠٢) قال حسن

حمد بیان کرنے والے روز قیامت بہترین مقام ومرتبے والے ہوں گے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت مطرف سے کہا کہ آج میں تجھے ایک حدیث سناؤں گا تاکہ اللہ تجھے فائدہ دے۔ تو جان لے: ''اللہ کی حمد بیان کرنے والے قیامت کے دن تمام بندوں سے بہتر ہوں گے''

مسند احمد (٤/ ٤٣٤) صحيح

آپ ﷺ کو جب بھی کبھی خوشی کی خبر ملتی یا آپ ﷺ کو کوئی چیز اچھی لگتی تو آپ ﷺ اس پر فوراً اللہ کی حمد کرتے، اس کا شکریہ ادا کرتے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جب کسی بندے کو کوئی نعمت دی تو اس نے الحمد اللہ کہا تو اس نے اللہ کا شکریہ ادا کیا''

مستدرك حاكم (١/ ٥٠٨)

حمد کلمہ شکر اور افضل ترین دعا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل دعا، الحمد للہ، کہنا ہے'' جامع الترمذی (٣٣٨٣) صحيح

اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''الحمد اللہ کہنا اعلیٰ درجہ کا شکریہ ہے؛ جس نے کسی نعمت ملنے پر الحمد اللہ نہیں کہا اس نے شکریہ ادا ہی نہیں کیا'' البيهقي في شعب الايمان (٤/ ٩٦-٤٣٩٥)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس حدیث

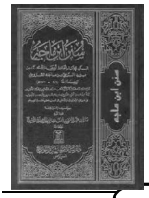

سفید بال مسلم کا نور ہیں

ابو عبدالرحمٰن حاصل پوری

((عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، وَرُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ، أَوْ حُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ))مسند أحمد(٦٦٧٢)صحيح لغيره

''عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑھاپے کو (سفید بال اکھیڑ کر) ختم مت کرو، کیونکہ بے شک وہ تو مسلمان کا نور ہے؛ جس شخص کے بھی حالت اسلام میں بال سفید آئے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی جاتی ہے' اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے ۔''

ایک دوسری روایت میں ان سے مختلف لفظ موجود ہیں سیدنا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑھاپے کے سفید بال اکھیڑنے سے منع فرمایا' اور فرمایا یہ مؤمن کا نور ہے اور فرمایا: جس شخص کو اسلام میں بڑھاپا آیا یعنی سفید بال آئے اللہ اس کے ہر بال کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کریں گے' اور ایک گناہ مٹ جاتا ہے اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

مسند أحمد(٦٩٣٧) حسن لغيره

سفید بال بزرگی کا نور

سفید بال اللہ کی طرف سے عطا کردہ نور ہے، یعنی بزرگی کی علامت، سیدنا ابراھیم پہلے وہ شخص ہیں جن کے بال سفید ہوئے۔ سب سے پہلے جس شخص کے بال سفید ہوئے وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ أَوَّلَ مَنْ رَأَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ ! مَا هَذَا؟ قَالَ

:الْوَقَارُ قَالَ:اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ وَقَارًا))

''یقیناً ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے بالوں میں سفیدی کو دیکھا تو کہنے لگے اے اللہ! یہ کیا ہے۔؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وقار ہے پھر ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! پھر تو میرے وقار میں اضافہ فرما''

(الاوائل للسیوطی ص ۳۵)و (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۴/ ۷۰)

کہا جاتا ہے کہ جس وقت ابراہیمؑ کے بالوں میں سفیدی آئی اس وقت ان کی عمر تقریباً ستتر (۷۷) سال تھی۔

سفید بالوں کو مت اکھیڑو

سفید بالوں کو برقرار رکھنا اور اکھیڑنے سے بچنا رسول اللہ ﷺ کی تلقین ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بڑھاپے کو ختم مت کرو، کیونکہ بے شک جو مسلمان اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوا تو اس کا بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔''

ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ:

((أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهَی عَنْ نَتْفِ الشَّیْبِ وَقَالَ اِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ))

''نبی ﷺ نے بڑھاپے (کے سفید بالوں) کو اکھیڑنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ مسلمان کا نور ہے۔'' صحیح الترغیب و الترھیب (۲۰۹۱)و ابوداء ود(۴۲۰۲)

اپنے نور کو ختم نہ کرو

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا تو یہ بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا، اس وقت ایک آدمی نے آپ ﷺ سے کہا: بے شک لوگ تو بڑھاپے (کے سفید بالوں) کو اکھیڑتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے اپنے لیے نور کو اکھیڑے۔''

(صحيح الترغيب و الترهيب ، اللباس والزينة (٦٠٩٢)حسن

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَّنْتِفُ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ))

''وہ ناپسند کرتے تھے کہ آدمی اپنے سر اور اپنی داڑھی کے سفید بال کو اکھیڑے۔''

(صحيح مسلم ، الفضائل ، باب شيبة (٢٣٤١)

سر اور داڑھی کے بال سفید ہی چھوڑنا

مذکورہ بالا فرامین کی روشنی میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور سلف صالحین سر اور داڑھی کے بالوں کو سفید رکھا کرتے تھے جیسا کہ روایات میں آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق سوال کیا گیا تو وہ فرمانے لگے۔

((لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَ شَيْئًا فِيْ صُدْغَيْهِ))

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اس حالت تک نہیں پہنچے تھے (کہ آپ رنگتے) صرف چند بال آپ کی کنپٹی پر سفید تھے۔'' صحيح بخاری ، المناقب (٣٥٥٠)

صحیح مسلم کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔

((لَمْ يَخْضَبْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نَبْذٌ)) (صحيح مسلم ، الفضائل (١٠٤)(٢٣٤١)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا۔ کیونکہ چند سفید بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عُنفقہ اور کنپٹی میں تھے اور تھوڑے سے سر مبارک میں بھی تھے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((فَقَدْ شَمَطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَكَانَ اِذَا دَهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ فَاِذَا لَمْ يَدْهُنْ تَبَيَّنَ)) (صحيح مسلم ، الفضائل (١٠٩)(٢٣٤٤)

''کہ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کا اگلا حصہ کچھ سفید ہو گیا تھا جب آپ ﷺ تیل لگاتے تو وہ سفید معلوم نہ ہوتے بصورت دیگر معلوم ہو جاتے۔''

ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

''اگر میں آپ ﷺ کے سر مبارک میں سفید بال گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔'' مسلم (۲۳٤۱)

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں صرف چودہ سفید بال شمار کیے۔''

(مسند احمد (۳/ ۱٦٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی سفیدی تقریباً بیس بال مبارک تھے۔''(ابن ماجه (۳٦۳۰)

امام شعبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبة(۸/ ۲٥٦)صحیح

۳۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

(طبقات ابن سعد (٥/ ۱۲)صحیح

۴۔حضرت عمران بن حصین کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

(طبقات ابن سعد (٥/ ۲۹)

٥۔عتی بن ضمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ان کے داڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ (تهذیب الآثار للطبری(۹٤۳)صحیح

٦۔مجاہد رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی داڑھی کے بال سفید تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبة(۸/ ۲٥۷)حسن

۷۔طاؤس رحمہ اللہ کی داڑھی سفید تھی۔ (تهذیب الآثار للطبری (۹٥۳)

۸۔سائب بی یزید رحمہ اللہ کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبة(۸/ ۲٥۳)حسن

سفید بالوں کو رنگنا

سر یا داڑھی کے سفید بالوں کو بڑھاپا ختم کرنے یا چھپانے کے لیے اکھیڑنا درست نہیں البتہ سر یا داڑھی کے بالوں کو رنگنا یعنی خضاب لگانا درست ہے۔

صحیح سنت سے بالوں کو سفید رکھنا یا خضاب وغیرہ سے رنگنا دونوں طرح ثابت ہے۔ بالوں کو سفید رکھنے کے متعلق دلائل آپ پڑھ چکے ہیں، بالوں کو خضاب لگانے کے متعلق دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْیَھُوْدَ وَ النَّصَارٰی لَا یَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْھُمْ)) (صحیح بخاری (۵۸۹۹)

''یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے پس تم ان کی مخالفت کرو۔ (یعنی بالوں کو رنگو)''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((غَیِّرُوْا الشَّیْبَ وَلَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی))

''بڑھاپے (یعنی بالوں کی سفیدی) کو بدلو اور (سفید بال رکھ کے) یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو۔

(المعجم الاوسط للطبری (۲/ ۵۵) والصحیحۃ (۸۳۶)

بالوں کو خضاب لگاتے وقت سیاہ کالے سے بچنا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مہندی اور کتم بوٹی ملا کر خضاب لگایا جاتا تھا جس سے سرخ سیاہی مائل رنگ بن جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت اچھا خضاب قرار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے بڑھاپے کو تبدیل کیا جا سکتا ہے وہ مہندی اور کتم بوٹی ہے۔'' سنن ترمذی ، اللباس ، باب ماجاء فی الخضاب (۱۷۵۳) صحیح

آجکل سیاہ کالا، گندمی رنگ، زرد رنگ، سرخی مائل سیاہ رنگ ہر طرح کے رنگ کے خضاب نمبر رنگ کے ساتھ مارکیٹ سے دستیاب ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (بالوں کو) مہندی اور کتم بوٹی لگاتے تھے۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف مہندی کے ساتھ بال رنگتے تھے۔ (صحیح مسلم ، الفضائل (۲۳۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ داڑھی کے بالوں کو زرد رنگ لگاتے تھے۔ (سنن ابو داود ، الترجل ، باب فی خضاب الصفرۃ (۴۵۱۵) صحیح

فقہ وفتاویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أحکام ومسائل

الشیخ عبداللطیف حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ بہاولپور)

س: اپنی عمارت بینک سعودی کاروبار یا حرام کاروبار کرنے والے کو دینا کیسا ہے۔؟

ج: کسی بھی حرام کام کے لیے استعمال ہونے والی بلڈنگ اپنے مالک کے لیے اسی قدر گناہ کا موجب ہے جتنا حرام کام کا ارتکاب کرنے والے کے لیے مستوجب جرم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گناہ اور زیادتی کے کام میں کسی تعاون کرنے سے منع کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

''گناہ اور زیاتی کے کاموں میں سے ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو۔'' (المائدۃ:۲)

لہذا حرام امور اور سودی کاروبار میں استعمال ہونے والی کسی چیز میں کسی بھی شکل میں تعاون حرام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شراب کی وجہ سے دس لوگوں پر لعنت ہے حالانکہ شراب تو ایک شخص ہی پیتا باقی تو اس کے جرم میں تعاون کرنے کی وجہ سے گنہگار اور ملعون ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَآءٌ».

رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کے تحریر کرنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی ہے نیز فرمایا (گناہ کے اعتبار سے) یہ سب برابر ہیں۔''

صحيح البخاري، البيوع (٢٠٨٦) مسلم (٥٩٨)أبوداود (٣٣٣)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس قوم میں زنا اور سود عام ہو جاتا ہے وہ اپنے نفسوں پر اللہ کا عذاب حلال کر لیتے ہیں۔''

صحيح الترغيب والترهيب ، البيوع (١٨٦٠)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کو حرام قرار دے دیا ہے اسکی قیمت لینا بھی حرام ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَاحَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهَا))

''بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اسکی قیمت بھی حرام کرتا ہے۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَوْمٍ اَكْلَ شَىْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ))

''یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اسکی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے۔''

(سنن الدار قطنی ٣/ ٨)(رقم ١٦٧)(ابن حبان :٤٩٣٨)

جب سود کی حرمت واضح ہے تو اسکے تعاون میں لی گئی قیمت بھی حرام ہے اور سود اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور اس جنگ میں مشورہ دینے والا ، پیسے دینے والا ، بلڈنگ دینے والا وغیرہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

س: اسکول کالجز و یونیورسٹیز میں لڑکوں اور لڑکیوں کا اکٹھے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے اور کہاں تک اجازت ہے۔؟

ج: اسلام میں عورت کو «وقرن فی بیوتکن» کہہ کر گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو کھلے عام پھرنے کی اجازت نہیں دی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ))

''عورت پردہ ہے جب یہ نکلتی ہے تو شیطان اسکو جھانکتا ہے۔''

(ترمذی:١١٧٣ ، صحيح ابن خزيمه :١٦٨٥)

اوراس امت کے مردوں پر سب سے خوفناک فتنہ عورتوں کو قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))

''میں نے اپنی امت کے مردوں پر سب سے نقصان دہ فتنہ جو چھوڑا ہے وہ عورتیں ہیں۔''

(بخاری:۹۶۵۰)

لہذا جسے فتنہ قرار دیا گیا ہے اسے بلا وجہ شرعی گھر سے نہیں نکلنا چاہیے۔ بالخصوص مردوں اور عورتوں کے اختلاط والی تمام جگہوں میں مرد وزن کا جمع ہونا حرام ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس پر بالکل واضح ہے۔

((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ))

''عورتوں کے پاس داخل ہونے سے بچو'' (بخاری :۵۲۳۲)

اور بالخصوص وہ جگہیں جہاں مرد وزن ایک دوسرے کو دیکھ سکیں، چھو سکیں۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لأَن يَطْعَنَ فِي رَأسِ أَحَدُكُم بمخيط من حَدِيد خَيرٌ لَهُ من أَن يَمَسَّ امْرَأَةً لا تحلُّ لَهُ))

''تم میں سے کسی ایک کے سر میں لوہے کا کیل ٹھونک دیا جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے اس بات سے کہ وہ اس عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں۔''

[الصحيحة:۲۲۶]

عورتوں اور مردوں کے اختلاط والے اداروں میں لڑکے لڑکیوں کا تعلیم حاصل جائز نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقوق والدین

۲۰ جون ۱۹۱۰ء

فادرز ڈے

تحریر.....محمد عظیم حاصل پوری

امریکی خاتون سنورا داد (Sonora Dadd) بچپن سے اپنے باپ کی شفقت سے محروم ہوگئی اس کی پہلی مرتبہ ۲۰ جون ۱۹۱۰ء میں باپ کی یاد میں فادر ڈے منایا۔ پھر کئی ملکوں میں اس تہوار کو منانے کا رواج شروع ہوگیا۔ ۱۹۲۴ء کو امریکی صدر کیلون کالیج (Calvin Coolidge) نے اس دن کو نیشنل فادر ڈے کے نام سے منانے کا حکم دیا۔ پھر ۱۹۶۶ء کو لندن میں ہیومین نے اسے عالمی سطح پر متعارف کروایا۔ اس طرح یہ تہوار کئی ممالک میں متعارف ہوا اور اسے پذیرائی ملی بالآخر ۱۹۷۲ء میں صدر چرڈنکس کی کاوشوں سے اس تہوار کو عالمی تہواروں میں شامل کر دیا گیا۔ دیگر تہواروں کی طرح اس تہوار کو بھی بعض مذہبی حلقوں میں مغربی رسوم کا عندیہ دیا جاتا ہے یہ بات سچ ہے کہ اس تہوار کو اقوام مغرب میں عیسائیوں نے منانا شروع کیا لیکن تقریباً تمام مذاہب کے لوگ اسے مناتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات

اسلام کی تعلیم سال بھر میں ایک مرتبہ فادر زڈے منانے کی تلقین نہیں کرتی بلکہ مسلمان ہر دن، دن کا ہر لمحہ والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک کرتا ہے۔ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ ماں باپ کی خدمت، انھیں تحائف دینا، ان کے ساتھ خوش رہنا اقوام مغرب کی تعلیم ہے اور اسلام نے ان کی مشابہت سے روکا بھی ہے اور اس کے برعکس تعلیم بھی دی ہے کہ والد اور والدہ دونوں تمھاری جنت ہیں ان کی خدمت کر کے اور انھیں صبح وشام راضی کر کے اللہ کو راضی کریں۔ اور ہمیشہ ان کے سایہ شفقت میں رہیں اور انھیں اپنے پاس رکھ کر ان کی خدمت کر کے اللہ کو راضی کریں نہ کہ غیروں کی طرح

والدین کو اولڈ ہاؤس میں چھوڑیں۔

والد کا مقام قرآن مجید کی نظر میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ، وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ . (الاسراء: ۲۳، ۲٤)

''اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اور ان سے بات ادب سے کرنا۔ اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد ماں اور باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اگر ماں اکیلی ہو تب بھی اور اگر والد محترم اکیلے ہوں تب بھی دونوں کی خدمت ان کے ساتھ حسن سلوک اور انھیں ہر طرح کی تکلیف سے دور رکھنا انھیں ڈانٹ ڈپٹ سے بچنا اور ان کی خدمت کو اپنے لیے اعزاز سمجھنا ان آیات کا درس ہے۔

لیکن اب صورتحال دیگر گوں ہے حالانکہ باپ یعقوب کی طرح اور بیٹا یوسف جیسا اسلام چاہتا ہے، باپ ابراہیم جیسا اور بیٹا اسماعیل جیسا اسلام کی تعلیم ہے۔ مگر یہاں تو باپ بیٹے سے بات کرنے سے پہلے کئی بار سوچتا ہے اگر بیٹے کو کچھ کہا تو اس کا ردعمل کیا ہوگا۔

وہ لفظ ڈھونڈ رہا تھا لرزتے ہونٹوں سے
ضعیف باپ نے بیٹے سے بات کرنی تھی

مزید اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ (البقرة: ۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾

''اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' (النساء:۳٦)

اور فرمایا: ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ . (الأنعام: ۱۵۱)

''(لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا''

والد کا مقام حدیث کی نظر میں

حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ماں کے قدموں تلے جنت کا تذکرہ کیا تو ساتھ یہ بتایا کہ اللہ نے باپ کو جنت کا دروازہ بنایا ہے جب تک باپ کی خدمت، اطاعت، تابعداری نہیں کرو گے جنت میں داخلہ کیسے لے سکو گے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انکے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے عرض کیا کہ میری بیوی ہے میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے (میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''والد جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے پس تو اگر چاہے تو اس دروازے کو ضائع کردے یا اس کی حفاظت کرے'' سنن ترمذی: ۱۹۰۰ حسن

جہاں ماں سے حسن سلوک کی تلقین ہے وہاں والد کا احترام اور اس سے حسن سلوک کی بھی تعلیم جناب محمد ﷺ نے دی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

''آپ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں: اس نے پھر پوچھا' پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ''

صحیح بخاری، الادب، باب من احق الناس.....الخ (۵۹۷۱) و مسلم (۲۵۴۸)

باپ کا احترام کیا کرو

ایک مرتبہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ایک دیوار کے سائے میں اپنے حواریوں کے ساتھ بیٹھا گپیں ہانک رہا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنے ایک صحابی کے ہمراہ سواری پر گزرے۔ عبداللہ بن ابی نے دیکھا تو حسد کے مارے رہ نہ سکا۔ پکار کر کہنے لگا:

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے اجداد میں سے ایک کا نام لے کر کہنے لگا کہ ابن ابی کبشہ ہمیں غبار آلود کر دیا۔ دراصل غبار اڑانے والی کوئی بات نہ تھی مگر یہ اس کا تکبر تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حسد تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اس کے ان الفاظ پر غصہ آیا۔

ادھر عبداللہ بن ابی کے سچے مسلمان بیٹے عبداللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا کہ میرا باپ آپ ﷺ کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایمان اس کو کہتے ہیں کہ ادھر باپ ہے اور ادھر کائنات کے امام ہیں مگر یہ امام کائنات ﷺ کے آگے اپنے منافق باپ کو ہیچ اور نا قابل توجہ سمجھتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ نے آپ کی

شان میں ہرزہ سرائی کی ہے۔

وَالَّذِی أَکْرَمَکَ وَأَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ لَئِنْ شِئْتَ لَآتِیَنَّکَ بِرَأْسِهِ

''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت وتوقیر سے نوازا اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اگر آپ چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں رکھ دوں۔''

ارشاد ہوا: لَا ، وَلَکِنْ بِرَّ أَبَاکَ وَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُ .

''نہیں اپنے باپ کی عزت کرو اور اس کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آؤ۔''

صحیح ابن حبان (۲/ ۱۷۰)(۴۲۹)

باپ کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔

دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی دعا

وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ اور مسافر کی دعا

وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَی وَلَدِهِ اور باپ کی اپنے بیٹے کے حق میں دعا

ترمذی، البر والصلة، باب ما جاء فی دعوة الوالدین (۱۹۰۵) صحیح

زمین میں والد راضی تو آسمان پر رب راضی

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رِضَا الرَّبِّ فِی رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ .

''رب کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور رب کی ناراضی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

الترمذی، البر والصلة، :۱۸۹۹ ، وصحیح ابن حبان: ۴۳۰ ، حسن

میں نے اک باپ کا خادم دیکھا

خلیفہ مامون کا بیان ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا ایک ایسا واقعہ دیکھا

ہے جس کی دوسری مثال میں نہیں جانتا۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے یہ واقعہ یقیناً مثالی ہے۔ اسے پڑھ کر قارئین کو والدین کے ساتھ اپنے سلوک کا تقابل ضروری کرنا چاہیے۔

یہ واقعہ فضل بن یحییٰ کا ہے۔ فضل بن یحییٰ نے اپنے والد کے ساتھ جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ صرف تاریخ اسلامی ہی کی خصوصیت ہے کہ ہمارے اسلاف نے والدین کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ فضل بن یحییٰ کے والد، یحییٰ سردی کے دنوں میں ہمیشہ گرم پانی ہی سے وضو کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے سردی کے دنوں میں ان کے لیے ہر وقت گرم پانی کا خاص انتظام کیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ کسی وجہ سے فضل بن یحییٰ کے والد کو جیل جانا پڑا۔ فضل بن یحییٰ بھی باپ کے ساتھ گرفتار ہو گئے۔ باپ بیٹا دونوں جیل کی ہوا کھا رہے تھے یہ سردی کا موسم تھا۔ قید خانے میں قیدیوں کے لیے گرم پانی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ جبکہ فضل بن یحییٰ کے والد کی عادت گرم پانی سے وضو کرنے کی تھی۔ فضل بن یحییٰ نے جیلر سے مطالبہ کیا کہ میرے والد کے لیے گرم پانی کا بندوبست کرایا جائے۔ جیلر نے جواب دیا کہ جیل کے اندر کسی قیدی کے لیے گرم پانی کا انتظام نہیں ہوسکتا۔ فضل بن یحییٰ نے جیلر سے کہا کہ پھر باہر سے لکڑی منگوا دو، ہم اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔

جیلر نے کہا: جیل کے اندر قیدیوں کے لیے لکڑی جلانے کی اجازت نہیں ہے۔

فضل بن یحییٰ نے جیلر کی بہت منت سماجت کی کہ کسی طرح گرم پانی کا بندوبست ہو جائے تاکہ صبح والد کو گرم پانی سے وضو کرا سکیں۔ جب ان کی تمام تدبیریں ناکام ثابت ہوئیں اور جیلر نے ان کی بات ماننے سے بالکل انکار کر دیا تو انھوں نے پانی کا برتن چراغ کے قریب کر دیا اور طلوع فجر تک برتن کو چراغ کے قریب کر کے کھڑے رہے۔ جب ان کے والد فجر کے وقت بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے والد کو گرم پانی سے وضو کرایا۔

فضل بن یحییٰ نے رات بھر جاگ کر اور چراغ کے پاس کھڑے ہو کر پانی گرم کیا تو یہ واقعہ جیلر کو بھی معلوم ہو گیا۔ جب دوسرے دن کا سورج غروب ہوا تو فضل بن یحییٰ کے والد سو گئے۔ وہ گزشتہ شب کی طرح پانی گرم کرنے کے لیے چراغ کے پاس جانے لگے تو انھیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ

چراغ اپنی جگہ پر موجود نہیں ہے بلکہ اسے ایسے مقام پر رکھ دیا گیا ہے جہاں تک ان کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ فضل بن یحییٰ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اب والد کے لیے پانی گرم کرنے کی کون سی تدبیر اختیار کی جائے۔ وہ اسی سوچ میں تھے کہ ان کے ذہن میں ایک تدبیر آئی۔ انھوں نے ٹھنڈے پانی کے برتن کو اپنے پیٹ پر رکھ لیا تاکہ پیٹ کی حرارت سے پانی گرم ہو جائے۔ ان کی یہ تدبیر کامیاب ثابت ہوئی صبح تک پانی گرم تو نہ ہو سکا تاہم وہ ٹھنڈا بھی نہ تھا۔ نماز فجر کے وقت جب ان کے والد بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے والد کو اس پانی سے وضو کرایا۔

فضل کی وفات رقہ کے قید خانے ہی میں ۱۹۳ھ میں ہوئی۔ ابن اثیر رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''فضل بن یحییٰ دنیا کے بہت سے محاسن کا مجموعہ تھے ان کا ثانی دنیا میں پھر نہیں دیکھا گیا۔''

[انٹرنیٹ سے مطالعہ کے لیے htt://muntada.islamtoday.net]

والدین کو برا بھلا مت کہو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا * وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ . (الاسراء: ۲۳، ۲۴)

''اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اور ان سے بات ادب سے کرنا۔ اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔''

والدین کو گالی دینا

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے ...؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے؟ وہ پلٹ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اسی طرح وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے (یوں گویا وہ اپنے والدین کی گالی کا سبب بنا)''

صحیح بخاری، الادب، اجابۃ دعاء من برو الدیۃ (۵۹۷۳) ومسلم (۹۰)

بیٹے کی دعا باپ کے لیے

بیٹا جب ماں باپ کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ قبول کرتا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ)):

انسان فوت ہوجاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں

((اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ))

۱۔صدقہ جاریہ

((اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ))

۲۔ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں

((اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ))

۳۔نیک وصالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔ مسلم، الوصیۃ (۳۱۱۶)

ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ بَعْدَهُ .

''جو اپنے باپ سے اس کی قبر میں صلہ رحمی (نیکی) کرنا پسند کرتا ہے وہ والد کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کیا کرے۔'' وصحیح الترغیب والترھیب: ۲۵۰۶۔

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ

والدین کا نافرمان جنت سے محروم کر دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ — والدین کا نافرمان

وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ — ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا

وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطَى — اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا

نسائی، الزکاۃ، باب المنان بما اعطٰی (۲۵۶۲) صحیح الترغیب (۲۰۷۰)

بلکہ ایسا انسان اللہ کے ہاں معلون ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ».

''اللہ نے اس پر لعنت کی ہے جس نے اپنے والدین پر لعنت کی۔''

مسلم، الأضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ ولعن فاعلہ (۱۹۷۸)

والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت میں ہے اور اللہ کی نافرمانی والد کی نافرمانی میں ہے۔'' صحیح الترغیب (۲۵۰۲)

بوڑھا ہو گیا ہوں میں تھوڑا وقت دے دیا کر
بیٹھ کر دو چار ہی سہی پر مجھ سے باتیں کیا کر
تو ہی میری لاٹھی ہے تو ہی میری ہے روشنی
کچھ پل کے لیے ساتھ میرے راستہ طے کیا کر

مرجاؤں گا ایک دن چلا جاؤں گا چھوڑ کر تجھے
جو بچی ہے زندگی صاحب مجھے کچھ میرے لیے بھی رکھا کر

آخری نصیحت

میری انگلی پکڑ کے چلتے تھے.....اب مجھے راستہ دکھاتے ہیں
اب مجھے کس طرح سے جینا ہے.....میرے بچے مجھے سکھاتے ہیں

باپ ایک مقدس محافظ ہے جو ساری زندگی خون پسینے کی کمائی سے گھر چلاتا ہے اور خاندان کی نگرانی کرتا ہے اس کے سامنے اونچا نہ بولو ورنہ اللہ تمھیں نیچا کردے گا اور تمھاری کسی بات سے آنسو نہ گریں ورنہ اللہ تمھیں لوگوں کی نظروں میں اور جنت سے گرادے گا۔

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

تو مصنف بے مثل تو خطیب عالم گیر تھا
تو قول و عزم کا پختہ قائد بے نظیر تھا

کتاب و سنت کا داعی، توحید کا شیدائی
باطل کے بارزتو ظاہر حق کی لکیر تھا

تھا مشن تیرا نفاذ اسلام دیں کا پیغام
عزم تیرا مسلم امہ کی بنیادی تعمیر تھا

ہو جائے کتاب وسنت دستور پاک کا
اسی منہج صراط مستقیم کا تو سفیر تھا

کاٹ دیا جس نے باطل کے سب زاویوں کو
راہ حق کی تو وہ بے نیام شمشیر تھا

نہ ڈر تھا تجھ کو وقت کے حکمرانوں کا
ڈر تھا اک خدا کا جس کے در کا تو فقیر تھا

مفاد پرست نہ تھا دورنگی نہ تھی تجھ میں
ضمیر فروشوں سے تو نہ ہوتا بغل گیر تھا

موت کی آغوش میں جا کے سوگیا تو بھی
کام تھا ابھی باقی مگر فیصلہ تقدیر تھا

مجاہد یہی تو ہیں وہ واضح اوصافِ مومن
جن سے متصف علامہ احسان الٰہی ظہیر تھا

[ابوطلحہ بن ثناء اللہ مجاہد کھچی والا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصول حصول علم

حصولِ علم اور مسائل میں استدلال کا منہج

محمد سعید چشتیاں

متبعِ قرآن وسنت علم حاصل کرنے اور مسائل میں استدلال کے لیے اختیار کیے جانے والے منہج میں بطور اصل اسی منہج وطریق کی اتباع ہے۔ جو اللہ عزوجل کی کتاب قرآن حکیم میں آیا ہے۔ اور جو خاتم الانبیاء والمرسلین اشرف الخلائق والنبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے چنانچہ عزوجل کا ارشاد ہے: (الاحزاب:٣٦)

''اور کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں ہوسکتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کسی بات کا حکم دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار رہے۔ اور جو کوئی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کا حکم (فرمان) نہ مانے تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک ان کو تھامے رکھو گے۔ تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اللہ کے رسول ﷺ کی سنت۔''

(رواة الحاكم فى المستدرك ، وصححة الالبانى فى المشكاة ، حديث :١٨٦)

پھر اس کے بعد متبع قرآن وسنت اس منہج کی اتباع کرتے جس پر بالعموم تمام مہاجرین و انصار صحابہ گامزن تھے اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بالخصوص جس (تفقہ) اور منہج پر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بالخصوص خلفائے راشدین کی اتباع وصیت فرمائی تھی۔ متبع قرآن سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین عظام رحمہم اللہ کی اتباع کرتے ہیں کہ جو اپنے سے پہلے والے انتہائی فضیلت والے دور کے لوگوں سے ملے ہوئے تھے سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن نبی کریم ﷺ نماز پڑھانے کے بعد

ہماری طرف متوجہ ہوئے اور انتہائی فصیح و بلیغ وعظ فرمایا: ''میں تمہیں اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں ، ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنے اور فرنبرداری کی وصیت کرتا ہوں۔''

(صحیح سنن ابی داود ، للالبانی ، کتاب السنة ، حدیث ٦٥٧)

بلا شک وشبہ متبع قرآن وسنت کے ہاں تنازع کے موقع پر ان کے مراجع اللہ کی کتاب قرآن مجید اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ اللہ عزوجل کے حکم کے عین مطابق ہے۔ ارشاد فرمایا:

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو۔ اللہ تعالیٰ کی اوفرمانبرداری کرو اس کے رسول ﷺ کی۔ اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اس سے رجوع کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ۔ کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے۔ اس کا انجام بہت اچھا ہے۔'' (النساء:٥٩)

امام ابن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

پس یہاں صریح اور صاف لفظوں میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو رہا ہے کہ لوگ جس مسئلہ میں اختلاف کریں خواہ وہ مسئلہ اصول دین کے متعلق ہو خواہ فروع دین کے متعلق اس کے لیے صرف یہی صورت ہے کہ کتاب وسنت کا حکم مان لیا جائے جو اس میں ہو قبول کیا جائے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد:١ صفحہ :٧٣٠تا ٧٢٩۔مکتبہ اسلامیہ لاھور اردو مترجم)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر دینی معاملے میں وہی بات کرے جو رسول کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع (متبع) ہو۔ آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے بلکہ صرف آپ ﷺ ہی کے فرمان کو دیکھے۔ اس کا قول آپ ﷺ کے فرمان اور اس کا فعل آپ ﷺ کے حکم مبارک کے تابع ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے تابعین، عظام اور ائمہ مسلمین ایسا ہی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں کوئی فرد اپنی عقل کو نصوص کے مقابلے میں نہیں لاتا تھا۔ نہ رسول کریم ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات کے علاوہ کوئی دین بناتا تھا۔ وہ جب کسی دینی معاملے میں معرفت اور اس کے متعلق بات کرنے کا ارادہ کرتے اسی میں تدبر وفکر کرتے اور اسی سے استدلال کرتے تھے۔

مفسر قرآن مجید فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیات کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے سے مراد قرآن کریم اور (الرسول) سے مراد اب حدیث رسول ﷺ ہے۔ یہ تنازعات کے ختم کرنے کے لیے بہترین اصول بتلا دیا گیا اس اصول سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ تیسری شخصیت کی اطاعت واجب نہیں، جس سے تقلید شخصی کے قائلین نے ایک تیسری اطاعت کو بھی واجب قرار دیا ہے اور اس تیسری اطاعت نے جو قرآن کی اس آیت کے صریح مخالف ہے۔ مسلمانوں کو امت متحدہ کی بجائے امت منتشرہ بنا رکھا ہے۔ اوران کے اتحاد کو تقریبًا ناممکن بنا دیا۔

(تفسیر احسن البیان۔صفحہ:۱۹۷، ۱۹۶۔مطبوعہ دارالسلام لاہور)

الشیخ حسین بن محمد عبدالوہاب اور الشیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کا فرمان۔

الشیخ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ ہے کہ جس پر کتاب وسنت کی دلیل ہو اس کی اتباع کی جائے۔ اور علماء کے اقوال کو (کتاب وسنت) پر پیش کرنا چاہیے جو کتاب وسنت کے موافق ہوں، انہیں قبول کرلیا جائے۔ اور جو کتاب وسنت کے مخالف اقوال ہوں انہیں رد کر دیا جائے۔

(دین میں مسئلہ تقلید۔ص:۴۲، مکتبہ اسلامیہ)

پس ہمارا قول وفعل قرآن وسنت کے مطابق ہو یہی صراطِ مستقیم ہے۔

متبع قرآن، قرآن وسنت اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے کلام پر کسی بھی دوسرے کے کلام کو مقدم نہیں کرتے جیسا کہ اللہ عزوجل کا حکم ہے۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے بڑھ کر بات نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سب کچھ سنتا، جانتا ہے۔

متبع قرآن وسنت مسائل کے استدلال (یعنی دلیل حاصل کرنے) میں اسی منہج وطریق پر ہیں۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے اجازت طلب کی مگر ان کو اجازت نہ ملی کیوں کہ اس وقت سیدنا عمر۔ مشغول تھے۔ تو سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) کی آواز سنی تھی ان کو اجازت دے دو۔ تو لوگوں نے کہا کہ وہ واپس چلے گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو واپس بلوایا۔ اور پوچھا تم کیوں لوٹ گئے

۔؟انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس بات کا حکم دیا جاتا ہے (یعنی اللہ کے نبی ﷺ کا حکم ہے کہ اجازت نہ ملنے پر واپس چلے جاؤ) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو۔لہذا وہ انصار کی مجلس میں آئے۔اور ان سے پوچھا تو انصار نے کہا کہ اس بات کی گواہی تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی دے سکتے ہیں۔جو ہم سے چھوٹے ہیں۔چنانچہ وہ انہی کو لے گئے اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر رسول اللہ ﷺ کا حکم پوشیدہ رہ گیا کیونکہ میں بازاروں میں تجارت کے لیے سفر میں مشغول ہو گیا تھا۔

(صحیح بخاری کے رواۃ صحابہؓ کا دلنشین تذکرہ ، ص:٦٨ ، مکتبہ اسلامیہ)

متبع قرآن وسنت۔کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ہر اس مسئلہ کو قبول کر لیتے ہیں جس پر امت کے علماء وعظام وائمہ کرام کا اجماع ہو چکا ہو۔اور وہ پورا اعتماد کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بے شک اللہ عزوجل میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مسئلہ قرآن وسنت میں نہ ملے تو لوگوں کا اجماع دیکھ کر اس پر عمل کرو۔(مصنف ابن ابی شیبہ ٧/ ٢٤٥ ح ٢٢٩٨٥ وسند صحیح)

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے الجماعۃ کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اور فرمایا بے شک اللہ عزوجل محمد ﷺ کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ :٣/ ٢٤٤ وسند صحیح)

الشیخ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے فرمایا:ائمہ سنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں۔تمام دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔قرآن وسنت،اجماع سنت اور قیاس۔ان میں بھی اصل قرآن اور سنت ہے،اجماع اور قیاس کا ماخذ بھی قرآن وسنت ہے۔کتاب وسنت کے خلاف نہ اجماع ہو سکتا ہے اور نہ قیاس۔قرآن وسنت دونوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

(دین میں مسئلہ تقلید ، ص:٥ ، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

تذکرۂ حرمین شریفین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زم زم کی کہانی

محمد عظیم حاصل پوری

ولادت اسماعیل علیہ السلام کے بعد گھر کے آنگن میں خوشیاں دوڑنے لگیں مگر گھر میں باہم سارہ اور ہاجرہ کی جب نہ بنی تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ بچے اسماعیل اور ہاجرہ کو ارض مقدس سے ارض حرم کی طرف لے چلو چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے (کہا جاتا ہے کہ آپ یہ سفر جو فلسطین سے مکہ کی طرف تھا اس کی طرف سے عطا کردہ سواری براق پر کیا تھا)۔

فتح الباری ٦/ ٤٠١۔

مکہ میں پہنچے اور ماں بیٹے کو اس جگہ جہاں آج کل مکہ میں مسجد حرام ہے اس کے پاس زم زم کے پہلو میں ایک درخت تھا اس کے نیچے بٹھا دیا۔ وہاں اس وقت نہ کوئی آدم تھا نہ آدم زاد، نہ زندگی کی بقا کے ظاہری اسباب نہ کھانے پینے کی اشیاء سوائے ایک کھجور کے تھیلے اور پانی کی ایک مشک اور اپنے اہل خانہ کو درخت نیچے آرام کی تلقین کر کے واپس پلٹ گئے۔

شرم وحیا کی پیکر بیوی دامن تھام کر عرض کرنے لگی:

«أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ بِهِ أَنِيسٌ وَلَا شَيْءٌ».

''آپ ہمیں چھوڑ کر اس بے آبادی میں کہاں جا رہے ہیں؟ جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ضروریات زندگی کا کچھ سامان؟''

مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیوی کی سنی ان سنی کر دی چپ چاپ چلتے رہے ہاجرہ بولیں ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو؟ پھر خیال شاید یہی حکم خداوندی ہو فرمانے لگیں:

«آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهَذَا»

''کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے (کہ ہمیں یہاں چھوڑ دیں)۔''

ابراہیم نے اشارے سے جواب دیا: ہاں، یہی اللہ کا حکم ہے۔

جواب سن کر سیدہ ہاجرہ اطمینان میں آ گئیں اور کہنے لگیں:

«إِذًا لَا يُضَيِّعُنَا»

''تب وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔''

ابراہیم چلتے چلتے جب ثنیہ نامی ٹیلہ کے قریب پہنچے اور ماں بیٹا نظروں سے اوجھل ہو گئے تو اللہ عزوجل سے دعا کرنے لگے:

﴿رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ﴾ . (إبراهيم:٣٧)

''اے اللہ! میں نے اپنی اولاد میدانِ (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے، اے اللہ! تاکہ یہ نماز پڑھیں، تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو میووں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں۔''

اس طرح دعائیں کرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام سواری پر بیٹھ کر واپس ارض مقدس آ گئے۔

ماں بیٹے کے پاس جو کچھ ابراہیم علیہ السلام نے توشہ زندگی چھوڑا تھا جلد ختم ہو گیا۔ پیٹ میں کچھ نہ جانے سے بچے کی خوراک جو ماں کے دودھ کی شکل میں تھی وہ بھی بند ہو گئی تو ماں کی ممتا بچے کی بھوک سے بے چین، تڑپنے لگی۔ اضطراری حالت میں قریب ہی واقع صفا پہاڑی پر چڑھ کر تجسس آمیز آنکھیں دوڑانے لگیں کہ شاید کوئی پانی کا قطرہ مل جائے شاید کوئی بھولا بھٹکا آدمی مل جائے کہیں سے چند گھونٹ پانی یا کچھ کھانے کو مل جائے تو اپنے لختِ جگر کو خوراک مہیا کر سکوں صفا سے اتریں تو تیز قدموں سے مروہ کی طرف رخ کر دیا۔ اس طرح سات چکر لگا دیے ہر چکر پر آ

کر وادی کے نشیب میں پڑھے بچے کو بھی دیکھتیں اور پھر ڈھونڈتی نظریں لے کر واپس چلی جاتیں۔

سیدہ ہاجرہ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس کو تا قیامت حج وعمرہ کا حصہ بنا دیا۔ بلکہ آپ نے فرمایا:

«فَذَلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا»

''سیدہ ہاجرہ کے اس عمل ہی کے سبب لوگوں پر صفا مروہ کے درمیان سعی کو واجب کیا گیا ہے۔'' صحيح بخاری ، أحاديث الأنبياء(٣٣٦٤)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تم پر سعی فرض کر دی گئی ہے لہٰذا سعی کرو۔'' صحيح ابن خزيمه: ٢٧٦٥۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾ . (البقرة:١٥٨)

''بیشک (کوہِ) صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اُس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کوئی نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ قدر شناس اور دانا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے زم زم عطا کر دیا

ساتویں مرتبہ جب سیدہ ہاجرہ مروہ پر پہنچیں تو انھیں ایک آواز سنائی دی آپ خاموشی سے آواز کو ڈھونڈنے لگیں اور ساتھ ہی کہنے لگیں۔

«قَدْ أَسْمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غُوَاثٌ» .

''تمھاری آواز مجھ تک پہنچ چکی ہے اگر تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو تو کرو۔''

اتنے میں ایک فرشتہ سامنے آگیا وہ جبرائیل تھے فوراً اپنا پر یا ایڑی زمین پر ماری اور اللہ کی قدرت سے پانی کا چشمہ ابلنے لگا۔

آپ خوش ہوگئیں اور اسے حوض کی صورت دینے لگیں اور چلو چلو بھر بھر کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں ان کے چلو بھرنے کے بعد پانی پھر نکل آتا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا))

''اللہ تعالیٰ سیدنا اسماعیل کی ماں پر رحمت فرمائے اگر وہ زمزم کو بہنے دیتیں تو وہ ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت اختیار کر لیتا۔''

البخاری (٣٣٦٤)، مسند أحمد: ٣٢٥٠۔

چنانچہ سیدہ ہاجرہ نے خود بھی زم زم سے پیا اور بچے کو پلایا اور جبرائیل نے خوشخبری دی کہ اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ یہ بچہ اور اس کا باپ مل کر اس بستی میں اللہ کا گھر تعمیر کریں گے اور اللہ اس بچے کو نبوت عطا فرمائے گا زمزم کا چشمہ لوگوں کی نظر کا مرکز بننے لگا کیونکہ عرب بادہ نشین اسی جگہ پر اپنا پڑاؤ اپنے مال مویشی کے ساتھ ڈال لیتے تھے جہاں کچھ پانی ملتا۔ اس مکہ کی بستی میں بھی یمن کا ایک قبیلہ بنو جرہم کا ادھر سے گزر ہوا تو انھوں نے اماں ہاجرہ سے اجازت طلب کی کہ وہ انھیں بھی اس جگہ پر رہنے کی اجازت دیں قبیلہ کے سردار مضاض بن عمرو کو سیدہ ہاجرہ نے اس شرط پر رہنے کی اجازت دے دی کہ پانی پر انھیں کوئی حق نہیں ہوگا وہ صرف اسے استعمال ہی کر سکیں گے۔

زم زم کے کنویں کو دفن کر دیا گیا

حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ساتھ بیت اللہ کے پاس سب سے پہلے آباد ہونے والے بنو جرہم کی بے اعتدالیاں جب حد سے بڑھ گئیں، مکہ آنے والے حاجیوں پر ان کے ظلم اور زیادتیوں میں بہت اضافہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اقتدار چھیننے اور انہیں مکہ سے نکالنے کے

اسباب مہیا کر دیے۔ان کے آخری سردار عمرو بن حارث جرہمی نے کعبہ کے نفیس اور قیمتی تحائف اور رکن یمانی کا پتھر چاہِ زم زم میں پھینک دیے اور چاہِ زم زم کو توڑ پھوڑ کر اس طرح بھرا کہ اس کا نشان ہی مٹا دیا اور یمن کی طرف بھاگ گیا۔اس پر مدتیں بیت چکی تھیں۔زمزم اور اس کا محلِ وقوع لوگوں کے ذہنوں تک سے محو ہو گیا تھا۔ (سبل الھدیٰ والرشد :۱ / ۱۸۷)

لیکن اب ابراھیم علیہ السلام کی نسل میں سے وہ فرد فرید اس دنیا میں آنے والا تھا جو خود اور اس کے ماننے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد آبِ زمزم کے سب سے زیادہ حق دار تھے یعنی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

[جاری ہے.....]

خوشیاں چاہتے ہو تو۔۔۔؟

ایک بار 50 لوگوں کے گروپ نے ایک سیمینار میں شرکت کی ،اچانک مقرر خاموش ہو گیا ،اور ایک گروپ کو ایکٹیویٹی کرنے کا کہا گیا ، ہر ایک کو ایک ایک غبارہ دیا گیا ،اور مارکر استعمال کرتے ہوئے اس پر اپنا نام لکھنے کو کہا گیا۔اس کے بعد سارے غبارے ایک کمرے میں ڈال دیے گئے ،اس کے بعد سب کو پانچ منٹ کے اندر اندر اپنے نام کا غبارہ ڈھونڈنے کو کہا گیا ،سب لوگ بدحواسی میں اِدھر اُدھر اپنے نام کا غبارہ تلاش کرنے لگے ، کچھ لوگوں کے نام والے غبارے دوسروں کے پاؤں کے نیچے آ کر پھٹ گئے ،مگر کوئی بھی اپنا مطلوبہ غبارہ تلاش نہ کر سکا ، پھر دوبارہ یہی عمل دہرایا گیا لیکن اس دفعہ ان سے کہا گیا آپ کوئی بھی غبارہ لیں اور اس کے نام والے شخص کو دے دیں ،فقط چند منٹوں میں سب لوگوں کے پاس اپنے نام والا غبارہ موجود تھا۔

مقرر نے سب کو مخاطب کیا اور کہا: بالکل اسی طرح ہماری زندگی ہے ،ہم بدحواسی میں اپنی خوشیاں ڈھونڈتے ہیں ،اس افراتفری اور آپ دھڑاپی میں ہمیں پتا ہی نہیں چلتا ہم دوسروں کی خوشیاں اپنے پاؤں تلے کچلتے چلے جاتے ہیں ،ہم لوگ یہ نہیں سمجھتے ہماری خوشیاں دوسروں کی خوشیوں سے وابستہ ہیں ،دوسروں کو ان کی خوشیاں دے دیں تو ہمیں با آسانی ہماری خوشیاں مل سکتی ہیں ،اور یہ ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔۔۔ !

انتخاب: زبیر الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تراشے

ماں کی دعا لیا کر

میاں شہباز شاکر (حال مقیم سعودی عرب)

لاکھ گرد اپنے حفاظت کی لکیریں کھینچو
ایک بھی ان میں نہیں ماں کی دعاؤں جیسی

ہمارے کچھ گناہوں کی سزا بھی ساتھ چلتی ہے
ہم اب تنہا نہیں چلتے دوا بھی ساتھ چلتی ہے
ابھی زندہ ہے ماں میری مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا
میں جب گھر سے نکلتا ہوں دعا بھی ساتھ چلتی ہے

میری ماں کی دعاؤں کا فیض ہے مجھ پر
میں ڈوبتا ہوں تو دریا سوکھ جاتا ہے

میری ماں کی دعاؤں سے پریشان ہے میرا دشمن
وہ جب بھی وار کرتا ہے تو خنجر ٹوٹ جاتا ہے

میں جب صحرا میں بھی جاؤں مجھے گھر لگتا ہے
یہ سب میری ماں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

ماں تیرے بعد بتا کون لبوں سے اپنے
وقت رخصت میرے ماتھے پر دعا لکھے گا

شمار ماں کی محبت کا جب کیا میں نے
سمجھ میں آیا کوئی اس کی حد نہیں ہوتی

دعا قبول بھی ہوتی ہے رد بھی ہوتی ہے
کبھی بھی ماں کی دعا مسترد نہیں ہوتی

قارئین کرام! مجلہ ''المحمدیہ'' خود پڑھئے.....دوست واحباب کو تحفہ میں دیجئے یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے

اِسلامک بُک کمپنی کی طرف سے قارئین کی خدمت میں انمول تحفہ

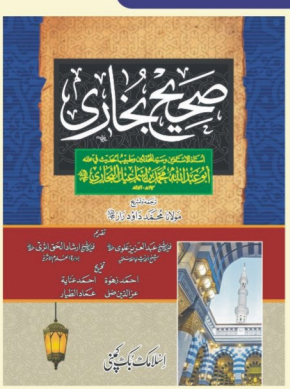

صحیح بخاری مولانا داود راز رحمہ اللہ کے ترجمہ اور حواشی کے ساتھ جدید اور منفرد انداز سے شائع ہو چکی ہے۔ جس میں احادیث کی تخریج کتب ستہ، مسند احمد اور موطا امام مالک سے کی گئی ہے۔ صحیح بخاری کا یہ ترجمہ اور حواشی مدت دراز سے خاص وعام میں مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ نے علمی وتحقیقی مقدمات تحریر کیے ہیں۔ یہ طبع آٹھ جلدوں میں دو مختلف ایڈیشنوں میں دستیاب ہے۔

ملنے کا پتہ

اِسلامک بُک کمپنی
امین پور بازار بالمقابل بینک آف پنجاب فیصل آباد پاکستان 041-2647308 - 0321-6607308
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان 0333-6607308 - 0300-8658535
e-mail: islamicbookcompany@gmail.com

CMYK IBC-26-05-15 PL